روزنامہ جنگ لاہور

لاہور30 June 2000

جنگ

<u>اسلامی ریاست میں نظرئیے کا مقام</u>

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی روشنی میں پروفیسر خورشید احمد کا خصوصی تجزیہ

نظریاتی کونسل کی پانچ رپورٹوں پر گفتگو کرتے ہوئے اس وقت ہمارے پیش نظر صرف دو موضوعات یعنی عقائد اور عبادات ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام رپورٹوں کا بنظر غائر مطالعہ کرنے اور بحیثیت مجموعی زیر بحث لانے سے پتہ چلتا ہے کہ کونسل نے ان میں ایک بڑے مربوط انداز میں ملک کے مسائل کا جائزہ لیا ہے اور ان کی اسلامی تشکیل کے سلسلے میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں مثبت سفارشات پیش کی ہیں۔ اس پہلو سے اس کا کام بے حد متاثر کن ہے۔ ہر بات سے اتفاق ممکن نہیں ہے اور بہت سے پہلوؤں کے بارے میں غور و فکر ، بحث اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ لیکن بحیثیت .

مجموعی ان کا کام بڑا مفید ، موثر اور قابل فخر ہے۔ پہلی چیز یہ کہ جو قوانین یہاں نافذ کئے گئے اور اصلاحات یہاں رائج کی گئی ہیں دنیا میں ان کے بارے شیخ معلومات موجود نہیں ہیں بلکہ مخالف اسلام قوتیں اسلام کو بد نام کرنے کے لئے ان کو استعمال کر رہی ہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ اپنے انتظام، اپنی کوششوں اور اپنے کام کو پروجیکٹ کرنے کے لئے ایک مثبت مہم ساری دنیا میں چلائے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ . کہ سفارتخانوں کے استفسار پر آپ ان کو ان قوانین سے متعلق معلومات دے دیتے ہیں، یہ اس مسئلے کا جو کو نسل نے اٹھایا تھا ہر گز جواب نہیں میں

ہے۔

دوسری چیز دعوت و تبلیغ کے بارے میں یہ کہی . گئی ہے کہ ہمارے ہاں کی تمام علمی تحقیق اور کام کا تبادلہ دنیا کے دوسرے ممالک سے کیا جائے تاکہ مسلم ممالک کے ساتھ تعاون کی بہتر فضا بنے، ہم ایک دوسرے کے لئے مددگار و معاون ثابت ہوں۔ یہ ایک بڑی مثبت تجویز تھی اور اس پر بڑی

آسانی سے عمل کیا جا سکتا تھا لیکن اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

پھر یہ تجویز کہ پاکستان میں تیار کئے جانے والے اہم پروگراموں کی میتیں اور بیٹ باہر پاکستانیوں کو فراہم کی جائیں اور دوسرے ممالک کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پروگراموں کے ساتھ ان کا تبادلہ کیا جائے، بڑی اہم تھی لیکن اس کے سامنے لکھ دیا گیا کہ یہ غیر نافذ ہے، سوال یہ ہے کہ آیا نافذ کرنے کے قابل نہیں ہے یا آپ اس کو غلط سمجھتے ہیں اور کام کرنا نہیں چاہتے . حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ضمن میں

در پیش مشکلات کی نشاندہی کرے۔

<u>احترام آیات</u>

اسی طریقے سے احترام آیات کے بارے میں جو بات کو نسل نے کہی تھی اس کا جواب وہ نہیں ہے جو دیا گیا ہے کہ ہم نے ایسے ٹوکرے رکھ دیتے ہیں جن میں بے حرمتی کے خدشے کے پیش نظر آیات ڈالی جاسکتی ہیں۔ تعریف بڑا مرکزی مسئلہ ہے اور محض ترجمے سے تعریف نہیں ہو جاتی۔ بلا شبہ قرآن صرف عربی زبان میں ہے ، وہی اس کی اصل ہے اور ہمیشہ وہی رہے گی لیکن اخبارات اور رسائل میں اگر قرآن پاک کی آیات کا صحیح ترجمہ دیا جائے تو اس سے قطعا بے حرمتی نہیں ہوتی۔ کو نسل نے ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر تجویز دی تھی لیکن حکومت نے اس کو قبول نہیں کیا اور اس بارے میں اس نے کوئی واضح پوزیشن بھی

نہیں بتائی۔

<u>کرنسی نوٹوں پر تصویر</u>

اسی طرح سے کرنسی نوٹوں کا مسئلہ ہے۔ کو نسل نے شرعی دلائل کے ساتھ خود قائد اعظم کی اس خواہش کا حوالہ دیا تھا کہ ان کی تصویر نوٹوں پر استعمال نہ کی جائے لیکن حکومت نے اس کا جوانب صرف یہ دیا ہے کہ تحفظ کی خاطر اور دنیا کے

رواج کے مطابق اسے قابل عمل نہیں سمجھا گیا۔ یہاں اصولی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بات قرآن و سنت کی بنیاد پر آپ کے سامنے لائی جاتی ہے تو آپ کو یہ کہنے کا حق ہے کہ آپ کے خیال میں شریعت کا یہ منشاء نہیں ہے اور ہمارے پاس اس کے متبادل ذرائع یہ ہیں لیکن یہ کہنا کہ ٹھیک ہے کہ یہ قرآن و سنت اور شریعت کا تقاضا سہی، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کا رواج یہ نہیں ہے۔ یہ دراصل وہ ذہن ہے جس کو ختم کرنے کے لئے اسلام آیا ہے۔ اس لئے اسلام کی تعریف بھی یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس ہدایت کے تابع کر دیا جائے جو اللہ اور اس کے رسول ملی لیا کہ ہم نے فراہم کی ہے، اگر یہ ذہن نہیں بنا تو حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک مسلمان کی حیثیت سے نہ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں نہ اپنے

معاملات کو طے کر سکتے ہیں۔

اللہ کی حاکمیت ماننے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہم قرآن اور سنت کی بالا دستی تسلیم کریں۔ کوئی جواب قرآن و سنت سے دینے کی بجائے ہم محض یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ زمانے کا چلن اس کے خلاف ہے۔ اسلام تو زمانے کے چلن کو تبدیل کرنے کے لئے آیا ہے زمانے کے چلن کے مطابق چلنے کے لئے نہیں نبی پاک ملی شیر اسلم کا انقلاب زمانے کو بدلنے والا انقلاب تھا آپ صلی شیری بر سلم نے اپنے دور کو جاہلیت کا دور قرار دیا اور اس کے مقابلے میں اسلام کے دور کا آغاز کیا۔

مجھے شبہ ہے کہ وزارت خزانہ نے واقعی یہ دلیل دی ہو گی اس لئے کہ حفاظت کے لئے ایک نہیں پچاس انتظامات کرنسی نوٹوں میں کئے جاتے ہیں جس میں اسکا کاغذ، کاغذ میں مخفی تار، اس کی پر نٹنگ، پر نٹنگ ڈیزائن اور اس طرز کی بیسیوں چیزیں ہیں جن کی بنا پر یہ مشکلات پیدا کی جاتی ہیں کہ ان کو کاپی نہ کیا جاسکے۔ اس کے لئے محض تصویر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ تصویر کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ انسان کی ہی ہو ، وہ تاریخی عمارت اور مقامات کی بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بات ہر گز لازم نہیں آتی کہ انسان کی تصویر کے بغیر حفاظت نہیں کی جاسکتی۔

دوسری بات زمانے کے چلن کی کہی گئی ہے۔ زمانے کے چلن کی بات ذرا بعد میں پہلے آپ پاکستان کے چلن کو دیکھ لیجئے کہ ملک بننے کے بعد ایک عرصہ تک کسی انسانی تصویر کے بغیر یہاں نوٹ چلتے رہے۔ وہ ایک درخشاں مثال پاکستان نے قائم کی تھی۔ ان کرنسی نوٹوں کی قیمت اور ان میں سیفٹی کچھ کم نہیں تھی اور دنیا کی کئی نمائشوں میں ان پر بڑا خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ان کو بڑا خوبصورت اور مؤثر قرار دیا گیا ۔ اور پھر اس معاملے میں پاکستان تنہا نہیں ہے۔ مسلمان ۔ ملکوں سے قطع نظر آپ کے سامنے غیر ممالک کے ایک نہیں بیسیوں نوٹ ایسے پیش کئے جاسکتے ہیں، جن میں کسی انسان کی تصویر نہیں ہے، لیکن وہ خوبصورت بھی ہیں ، اس ملک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور ان کے اندر وہ سکیورٹی اور سیفٹی کا عنصر بھی موجود ہے جو کسی ملک کے کرنسی نوٹوں کے اندر لازمی ہونا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ اس مسئلے پر پچاس مزید دلائل پیش کرنے سے آیا آپ تبدیلی لانے پر غور کرنے

کو تیار ہو جائیں گے ؟

ٹی وی پر اذان

ٹی وی پر ریکارڈ شدہ اذان دکھانے سے اذان نہیں ہوتی

اجتہاد کے نام پر قرآن و سنت میں تحریف کا راستہ نہیں کھولنا چاہئے

حکومت کی طرف سے کوئی سفارشات موجود نہیں ہیں کہ آیا ان پر عمل کیا گیا ہے یا نہیں لیکن اس میں چند بڑے اہم موضوعات اٹھائے گئے ہیں جن میں سے ایک ٹیلی ویژن پر اذان کا مسئلہ بھی ہے۔ اسایوان میں اس سے پہلے بھی اس پر بحث ہوں ہے۔ ہم سب اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ کراچی میں لاہور کی اذان اور اسلام آباد میں پشاور کی اذان سنوائ جاتی ہے۔ دنیا کے جن ملکوں میں ٹیلی ویژن پر اذان سنوائی جاتی ہے وہاں اذان کی ٹیپ نہیں سنوائی جاتی۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اپنی رپورٹ میں یہ بات کہی ہے کہ اذان کا ٹیپ اذان نہیں ہے۔ یہ بات عقل اور دل کو اپیل کرتی ہے اس لئے کہ جس وقت چاہیں اذان کا ٹیپ سنا دینے سے وہ اذان نہیں ہو جاتی۔

اذان اس بات کا نام ہے کہ اب فلاں متعین نماز کا وقت ہو گیا ہے اور اس نماز کے لئے تم کو بلایا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر، اردن، سعودی عرب اور کویت میں میں نے خود ٹیلی ویژن پر یہ دیکھا ہے۔ وہ اذان براہ راست اس شہر کی مسجد سے براڈ کاسٹ

کرتے ہیں اور یہی اس کا شیح طریقہ ہے اور یہی اسلامی نظریاتی کونسل نے تجویز کیا ہے لیکن ہم آن تک اس طریقہ کی افادیت کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ بات بھی کہی ہے کہ اذان کے بعد وقفہ دینا چاہئے یہ ایک اسلامی معاشرہ - کے شعائر اور خصوصیات میں سے ہے۔ جبکہ اذان کے بعد ہی گانا لگانے کا مطلب یہ ہے کہ گویا کہ آپ نے ناظرین کو نماز سے ہٹا دیا۔ اگر ہم اس وقت کے لئے تھوڑا سا وقفہ دے دیں تو اس سے کوئی قیامت نہیں آجائے گی، یہ ہمارے اپنے شعائر ہیں، ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیئے۔

نظریاتی کونسل نے پر سوال بھی اٹھایا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام رات کو کتنی دیر تک چلیں۔ خود یورپ اور امریکہ میں بھی اس پر بحث ہو رہی ہے۔ جن ممالک میں ٹیلی ویژن چو میں گھنٹے کمرشل بنیادوں پر چلتے ہیں، وہاں بھی یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے اور اس پر تحقیق ہو رہی ہے کہ اس کے اثرات لوگوں کی صحت اور خصوصیت سے بچوں، ان کے سکول جانے کے معمولات اور مزدوروں کے کام کے اوقات پر کیا مرتب ہو رہے ہیں۔ بلا شبہ یہ دلیل کہ آپ ٹی وی کو بند کر دیجئے بجا ہے لیکن آپ ایسے اوقات میں ٹی وی کے پروگرام فراہم ہی کیوں کرتے ہیں کہ اگر سب نہیں تو اس میں سے ایک طبقہ مجبور ہو کہ دیر تک جا گے۔ ٹیلی ویژن کے اوقات ایسے رکھے جائیں جس میں سونے، کام کے اوقات اور صبح تازہ دم اٹھنے کا اہتمام ہو۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم پر نماز فجر فرض اور اس کے لئے اٹھنا ایک مسلم معاشرے کی روایت ہے۔ رات کے پروگرام ایسے ہونے چاہئیں کہ لوگ آسانی سے صبح کو اٹھ کر اپنے کام کے اوقات بر وقت شروع کر سکیں لیکن رات کو بارہ بجے تک پروگرام چلانے سے لوگوں کی قدرتی راحت اور آرام کا وقت خراب ہوتا ہے۔ ان تمام چیزوں میں مغرب کی اندھی تقلید کوئی مناسب اور اچھی چیز نہیں ہے، ہمیں اپنے حالات کو دیکھ کر کام کرنا چاہئے۔

رپورٹ میں عقائد اور عبادات کے سلسلے میں چار پہلوؤں سے مفید خدمات انجام دی گئی ہیں سب سے پہلے عقیدے کے تحفظ اور اس سے باغی گروہ کی صحیح پوزیشن اور ارتداد کی سزا کی نشاندہی کی گئی ہے

دوسری چیز اسلامی فکر ، اسلامی دعوت اسلامی شعائر پر قائم رہنا اور ان سے دنیا کو روشناس کرانے کے بارے میں ہے۔ تیسری چیز عبادات کا نظام ہے جس میں بنیادی اہمیت نماز کو دی گئی ہے اور اس کے ساتھ باقی عبادات روزہ، حج، زکوٰۃ سے تعرض کیا گیا ہے اس بارے میں جو کام انہوں نے کیا ہے وہ بڑا مفید ہے۔

نظریاتی ریاست میں نظریے کا مقام . نظریاتی کونسل کی اب تک کی تحقیق اور سفارشات سے یہ بات پوری طرح واضح نہیں ہوتی کہ ایک نظریاتی ریاست میں نظریے کا مقام کیا ہوتا چاہئے۔ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس کا بنیادی تصور اور نعرہ ہی یہ ہے کہ مذہب ایک از کار رفتہ شے ہے اور زمانہ مذہب سے آگے گزر گیا ہے۔ اب اصل چیز انسان کی مادی ضروریات اور ان مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے عقلی، تاریخی، سائنسی اور ٹیکنالوجی کے ذرائع ہماری راہنمائی اور ہدایت کے لئے کافی ہیں۔ جب نیکلس نے سولر سسٹم کا تصور

پیش کیا تو بادشاہ وقت نے یہ بات کہی۔

"Mr. Naclace, I do not find any reference to God in your system, he replied: Your majesty, I do not need God."

مسٹر نیٹکس میں تمہارے سسٹم میں خدا کا حوالہ نہیں پاتا، اس نے جواب دیا، بادشاہ سلامت مجھے)

خدا کی ضرورت نہیں ہے) یہ ہے روح عصر ، لیکن ہم اس روح عصر کے باغی ہیں۔ ہم اس تہذیب کے مقابلے میں اس تہذیب کے علمبردار ہیں جس کی بنیاد ایمان اور عقیدے پر ہے اور جو زندگی کے ہر معاملے کو اس عقیدے کی روشنی میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اس معاملے میں ہم بہت ہی فروتر سطح پر ہیں۔ اشتراکیت بہر حال ایک نظریاتی ریاست کا تصور پیش کرتی ہے چاہے وہ نظر یہ مادی یا معاشی ہو یا مادہ پرستی کی تاریخ میں اس کی بنیاد ہو۔ لیکن مغرب کے سیکولر نظام سے ہٹ کر انہوں نے نظریے کو ایک خاص سطح پر لانے کی کوشش کی لیکن ا تصور ریاست و معاشرہ بہت بلند ہے۔ وہ فرد کو خدا سے جوڑتا ہے اور اس ایمان کی بنیاد پر انفرادی مزاج، کردار، اخلاق اور پھر معاشرے کے مزاج، اسلام کا تصو معاشرے کے اداروں اور اس کے قانون کی تشکیل کرتا ہے اور اس پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ انسان کے مزاج کو بدلنے کے ساتھ اور معاشرتی نظام پر اسے غالب کرنے کے بعد وہ زمانے کے مزاج کو بھی بدلنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ یہ نیا انسان، نیا ادارہ اور نیا نظام تاریخ میں ایک نئی مثال اور ایک نئے دور کا اضافہ کر سکے۔ یہ چیز ایک نئی تخلیقی سوچ کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک نظریاتی ریاست میں نظریے کا مقام کیا ہے۔

قائد اعظم مرحوم نے آزادی کے فورا بعد اپنی ایک تقریر میں ایک موقع پر یہ بات کہی تھی کہ

“Pakistan has been established as an embodiment of Islam."

پاکستان اسلام کے عملی اظہار کیلئے وجود میں آیا تھا) اور جو الفاظ استعمال کئے گئے تھے ان میں شہادت کا لفظ بڑا اہم ہے۔ اگر ہمیں اس نظریے کی دنیا کے سامنے شہادت دینی ہے تو پھر ہمار ا سوچنے کا یہ انداز کہ مغرب میں اس کا چلن ہے ، اشتراکیت والے یہ کام کر رہے ہیں " ہمیں ہر چیز کو اپنی رولیات، اپنے اصول اور نظریے کی بنیاد پر لینا چاہئے اور یہ ایک تبدیلی کا عمل ہے جس کو ہمیں پورا کرنا ہوگا۔ کچی بات یہ ہے کہ ہم نے اسلام کے لئے زبانی جمع خرچ بہت کیا

ہے۔